روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴/۳۹ | جمعرات ۲۱ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ، ۲۴ ظہور ۱۳۶۸ ہش، ۲۴ اگست ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۹۲

اخبارِ احمدیہ

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ اگست۔ جلسہ کے آغاز سے معاً پہلے۔ احباب کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ گذارش ہے کہ اسے جماعت کے ہر فرد تک پہنچانے کی کوشش کی جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

توحیدِ خالص ہی ہے جو تقویٰ کے تمام مضامین پر حاوی ہے

جماعت احمدیہ ہر غیر اللہ کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر چکی ہے

خدا کا نقش دل پر جمانے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو سمجھ کر اسکی پیروی کرنی ہوگی

دنیا کو امتِ واحدہ بنانا ہے تو اپنے دل سے نقشِ دوئی کو مٹانا ہو گا

۱۱ اگست ۱۹۸۹ء کے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے فرمودہ خطبہ جمعہ کا خلاصہ

یہ خطبہ حضورِ انور نے اسلام آباد یو۔کے میں ارشاد فرمایا

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جماعت احمدیہ جس دوسری صدی میں داخل ہوئی ہے یہ اُس کا پہلا سال گزر رہا ہے اور جماعت کی دوسری صدی کا ایک لمبا سفر کھلا پڑا ہے۔ چونکہ یہ جلسہ سالانہ ایک پہلو سے خاص اہمیت رکھتا ہے اس لئے میں نے اس خطبہ کے موضوع کے طور پر تقویٰ کو چُنا ہے۔ تقویٰ کا مضمون مَیں نے اس لئے چُنا ہے کہ قرآن کریم سفر پر زادِ راہ ساتھ لے کر چلنے کی ہدایت فرماتا ہے۔ اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔

پس چونکہ ہم نے اور ہماری نسلوں نے اس صدی میں لمبے سفر کرنے ہیں اور بہت سی منازل سر کرنی ہیں۔ اس لئے اس موقعہ پر میں جماعت کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرا دینا چاہتا ہوں کہ تقویٰ کی زادِ راہ کے سوا ہم ایک قدم بھی منزل کی طرف نہیں بڑھ سکتے۔

حضورِ انور نے مختلف قسم کے زادِ راہ بیان کرتے ہوئے فرمایا تقویٰ کا زادِ راہ تمام قسم کی ضرورتوں پر حاوی ہے اور اس کے بغیر ہم ایک سانس بھی نہیں لے سکتے۔ یہ مضمون بہت ہی وسیع ہے لیکن آج میں اس پہلو سے تقویٰ کا مضمون آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ تقویٰ اور توحید ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور توحیدِ خالص ہی ہے جو تقویٰ کے تمام مضامین پر حاوی ہے۔ پس توحیدِ خالص کے قیام کے لئے یہ صدی ہمارے سامنے کھڑی ہے اور ساری دنیا میں جب ہم دینِ حق کے غلبہ کا نام لیتے ہیں تو درحقیقت ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم توحیدِ خالص کو تمام دنیا میں غالب کریں گے

حضور نے فرمایا آج کے خطبہ کے لئے میں نے اس کا ایک ایسا پہلو اختیار کیا ہے جس کی حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے نشاندہی فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دوئی
سر جھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

تقویٰ یا توحید کا یہ پہلو آپ نے بہت کم سنا یا پڑھا ہو گا لیکن صرف ایک شعر میں آپ نے اس مضمون کو بڑی عمدگی کے ساتھ کھول کر بیان فرما دیا۔

حضورِ انور نے فرمایا توحید سے مراد یہ نہیں ہے کہ ہم یہ دعویٰ کریں کہ خدا ایک ہے بلکہ جب تک قلب پر نقشِ توحید ثبت نہ ہو جائے اس وقت تک زبان سے توحید کا دعویٰ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور وہ قومیں

جنہوں نے تمام دنیا میں توحید کے غلبہ کا عزم باندھا ہو اور یہ فیصلہ کیا ہو کہ وہ دنیا کے کونے کونے میں خدا کی وحدت کے جھنڈے گاڑ دیں گے۔ ان قوموں کا یہ دعویٰ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ جب تک وہ خود موحّد نہ بن چکی ہوں۔ موحد بننے کیلئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا یہ نسخہ ایسا ہے کہ جس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں

حضور نے نقشِ دوئی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ توحید خالص یہ ہے کہ زمین کی طاقتوں کو خدا کی آسمانی طاقتوں سے جدا نہ سمجھا جائے اور سر جھکانے کیلئے الگ الگ دو آسمان نہ ہوں بلکہ نقش دوئی کو مٹانے کیلئے زمین و آسمان کے فرق کو مٹانا ہوگا۔ نقش دوئی کو مٹانے کا پہلا قدم آسمان اور زمین میں خدائے واحد کی حاکمیت کو تسلیم کرنا اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا ہے یہی وہ پہلی جدوجہد ہے۔ جو جماعت احمدیہ کو اپنے نفسوں سے شروع کرنی ہوگی۔ جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے یہ اللہ کے فضل کے ساتھ توحید خالص پر قائم ہے۔ پاکستان میں گزرنے والے حالات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جماعت احمدیہ نہ صرف اس مضمون کو سمجھتی ہے بلکہ ہر غیر اللہ کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر چکی ہے۔ اور جماعت کو اس انکار کی بڑی بھاری دنیوی قیمتیں ادا کرنی پڑی ہیں اور آج بھی ادا کرتی چلی جا رہی ہے۔ اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے سوا آپ کو کوئی ایسی جماعت نہیں ملے گی۔ جو توحید خالص پر عمل پیرا ہونے کی قیمت ادا کر رہی ہو۔

پس ہماری دوسری صدی کا یہ آغاز ہے اور میری تمنّا ہے کہ ہماری صدی کا انجام بھی یہی ہو اور آغاز سے انجام تک جماعت نقشِ دوئی کو مٹانے والی اور توحیدِ خالص پر قائم ہو۔

حضور نے فرمایا انسان جب اپنے نفس کا بغور جائزہ لیتا ہے تو پھر بعض ایسے ہلکے نقش بھی دکھائی دیتے ہیں جن میں دوئی کے نشان ملتے ہیں۔ نقشِ دوئی مٹانے کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ جب کھلم کھلا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه سے تعلق توڑنے پر مجبور کیا جائے تو ہر قربانی دے کر بھی اس تعلق کو قائم رکھا جائے بلکہ اس کے کئی اور پہلو بھی ہیں جن میں جماعت میں یکسانیت نہیں ہے

حضور نے فرمایا اس سے میری مراد یہ ہے کہ جب آپ اپنے دِل کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ جہاں آپ نے زندگی کے بعض اہم فیصلے کرنے ہوتے ہیں وہاں کیا توحیدِ خالص آپکے فیصلے پر نگران ہوتی ہے یا آپ کی غیر اللہ سے متاثر ہونے والی تمنائیں آپ کے فیصلوں پر حکمران ہو جایا کرتی ہیں۔ اس کا جائزہ لینے وقت انسان کو بعض اوقات یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ شائد دنیا میں کوئی بھی موحد خالص نہیں ہے چھوٹے چھوٹے بُت ہر انسان کے سینے میں بسے ہوئے ہیں۔ غیر اللہ کا خوف توحید خالص کے خلاف ہے اور اس کے غلبہ سے انسان کی زندگی پر شرک کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دنیا کی بہت سی قومیں شرک کے مخفی بتوں کی وجہ سے ہی سچائی سے محروم رہیں اور اس نقشِ دُوئی کو نہ مٹانے کی وجہ سے ہدایت سے محروم رہیں۔ اسی لئے قرآن کریم نے آغاز میں ہی فرمادیا کہ تقویٰ کے بغیر قران کریم کسی کے لئے کوئی ہدایت مہیّا نہیں کرسکتا۔ یہ متقی وہی ہوتے ہیں جن کے دِل سے نقشِ دُوئی مِٹ جاتے ہیں۔ ایسے لوگ اسلام سے باہر بھی بکثرت ملتے ہیں بلکہ بعض غیر مسلم قوموں کے دل میں توحید موجود ہے اور بہت کم نقشِ دُوئی ملتے ہیں۔ ایسی قومیں دراصل اسلام کی راہ دیکھ رہی ہیں۔ اسلام کا رنگ چڑھنے کی دیر ہے اور وہ کامل مسلمان کے طور پر دنیا میں ظاہر ہونے والی ہیں۔

پس توحید خالص پر صرف اسلام کی اجارہ داری نہیں۔ بلکہ مسلمان ممالک کے جائزہ سے آپ کو یہ شدید دھچکا لگے گا کہ ان کی اکثر آبادیاں توحید خالص سے عاری ہیں۔ دنیا کے بہت سے بُت انکے فیصلوں پر اثر انداز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے ہر ایک فیصلے خدا کی خاطر نہیں بلکہ دنیا طلبی کی خاطر ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس شعر کے ذریعہ ہمیں یہ بتایا ہے کہ ہمیں مسلسل اپنے دل پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ غیر اللہ کے نئے اور پرانے کوئی نقش اس پر جَم نہ جائیں۔ اگر اس پہلو سے آپ اپنے دل کا جائزہ لیں تو ہر ایک کو ضرور کوئی نہ کوئی نقشِ دُوئی دکھائی دینے لگے گا۔ صرف وہی لوگ اپنے دل کو نقشِ دُوئی سے پاک کہہ سکتے ہیں جن کو خدا اس بات کی خبر دے۔ اگر ایسا نہیں تو پھر وہ بے وقوف اور دھندلائی ہوئی نظر رکھنے والے ایسے لوگ ہیں جن کو خود اپنے دل کی بھی خبر نہیں۔

نقشِ دُوئی مٹتے مٹتے بہت وقت لگا کرتا ہے۔ اس لئے خدا سے علم پانے کے بغیر کسی کا توحید خالص پر قائم ہونے کا دعویٰ سراسر جھوٹ ہے۔ اور تکبّر کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس لئے توحید خالص کی خاطر قربانیاں دینے کے خیال سے ہرگز کسی غلط فہمی میں مبتلاء نہ ہوں۔ احمدیوں کی بھاری اکثریت جب تک اپنے دِلوں سے نقشِ دُوئی کو مٹانے پر متحد نہ ہو جائے اس وقت تک ہم اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے اہل نہیں بن سکتے کہ تمام دنیا میں خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کریں۔

حضور نے فرمایا کہ نقشِ دُوئی کو مٹانے کا ایک اور پہلو ظاہر اور باطن کا ایک ہونا ہے۔ یہ مضمون بڑی توجہ کا محتاج ہے۔ کیونکہ ظاہر اور باطن کا ایک کرنا بعض دفعہ اچھا بھی ہوسکتا ہے اور بعض دفعہ غلط بھی۔ اس لئے ظاہر و باطن کے ایک ہونے کا دعویٰ کافی نہیں۔ اسے دینی اصطلاح میں سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان پہلے خدا کے تصوّر کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کے مضمون کو سمجھے۔ جب آپ خالص خدا کے ہو جائیں تو پھر اللہ کا نقش دِل میں جمانا شروع کریں۔ پھر اسے ظاہر و باطن کے ایک کرنے میں تبدیل کیا جائے۔ جن دِلوں پر خدا کے نقش جم جاتے ہیں تو خدا انسان کی اداؤں میں ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی بول چال میں خدا کی ادائیں آجاتی ہیں۔ اور یہ وہ مضمون ہے جو اندر سے پھوٹ رہا ہوتا ہے اور انسان کے ظاہر کو اندر کے مطابق بنا رہا ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا۔ کوشش سے بنائے جانے والے حسن کا نقش، اگر دل میں جمے تو کوئی پاک تبدیلی دِل میں پیدا نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وہ ایک ظاہری حسن اور ایک سطحی چیز ہے۔ جو دِل کی سطح پر تو قائم ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے اندر حسین اور گہرا نقش بن کر جم نہیں سکتی۔ اس پہلو سے یاد رکھیں کہ نقشِ دوئی کو مٹانے کا جہاد دل سے شروع ہوگا۔ اور دل میں خدا کے نقش جمانے پڑیں گے۔ قرآن نے کسی شئے کا تصوّر دِل میں جمانے کا کوئی مضمون نہیں باندھا۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل طور پر مظہر خدا بتاتے ہوئے بھی آپؐ کی پیروی کی تلقین تو فرمائی لیکن آپ کا نقش دل میں جمانے کا کوئی مضمون قرآن کریم میں نہیں ہوا۔ سچّی پیروی اور بات ہے، اس کا دل میں نقش جمانے سے تعلق نہیں ہے بلکہ سچی پیروی کا مضمون بتا رہا ہے کہ خدا کے سوا کسی کا نقش دل پر نہیں جماتا کہ مشرکانہ بات ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

پس خدا کا نقش اپنے دِل پر جمائیں جس کا ذکر صفاتِ باری تعالیٰ کے بیان کی شکل میں قرآن میں ملتا ہے۔ یہ مضمون اگرچہ بڑا وسیع ہے لیکن ہر انسان اپنی توفیق کے مطابق روزانہ اس پر عمل کر سکتا ہے کیونکہ ہر روز خدا کی طرف سفر ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں خدا آپ کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ آپ کی منزلیں چھوٹی ہوتی جاتی ہیں۔

پس چاہیے خدا کے عرفان کا مضمون ہو یا اس کی صفات کو اپنانے کا، جب آپ خدا کی طرف قدم اٹھانے کی کوشش کریں گے تو اللہ خود آپ کی کوششوں کو آسان فرما دے گا۔ وہ خود آپکی طرف جھک جائے گا۔ اور اس کے نقش آپ کے دل پر جمنے لگیں گے۔

پس توحید خالص کا قیام صرف زبان سے نہیں ہوگا۔ اسے باریکی سے سمجھنے کے بعد روزانہ اپنے دل پر جاری کرنے سے ہوگا۔ لیکن خدائی صفات کے ظہور کے مضمون کو سمجھنے کے لئے آپکو لازمًا سیرت کا مضمون پڑھنا ہوگا کہ کن حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی غیرت کے نتیجہ میں بخشش سے کام نہیں لیا اور کن مواقع پر آپؐ نے سنگین ترین حالات کے باوجود بخشش سے کام لیا۔ اس مضمون کو سمجھنا ہر

باقی صہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نون ۔ سین

شذرات

تنظیم الفتح

پی۔ ایل او یعنی تنظیم آزادیٔ فلسطین تو عام طور پر جانی اور پہچانی جاتی ہے۔ یاسر عرفات اس کے چیئرمین ہیں اور اب بیرون ملک جس فلسطینی حکومت کا اعلان کیا گیا ہے اس کے وہ صدر بھی ہیں لیکن الفتح شاید اتنی معروف نہیں جتنی پی ایل او۔ حالانکہ الفتح فلسطینیوں کی سب سے کثیر التعداد تنظیم ہے۔ اس تنظیم کی پانچویں کانگریس منگل کے دن تیونس میں اختتام پذیر ہوئی۔ اس موقعہ پر امریکہ سے اس بات کا مطالبہ کیا گیا کہ وہ فلسطینیوں کے حق خود ارادی کو مانے۔ الفتح کے نمائندوں نے واشنگٹن سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ وہ مشرق الاوسط میں امن کے لئے ایک عالمگیر کانفرنس منعقد کرنے کے خیال سے اتفاق کرے۔ اس میں یو۔ این سیکورٹی کونسل کے پانچوں ممبر حصہ لیں اور اس کے علاوہ اس جھگڑے میں جتنے فریق ملوث ہیں ان سب کو نمائندگی دی جائے۔ اس سے پہلے امریکہ اور اسرائیل نے اس خیال کی پر زور تردید کر دی ہوئی ہے۔ اس کانگریس نے امریکہ کی حکومت پر زور دیا کہ وہ تمام ایسے قوانین جو تنظیم آزادی فلسطین کے خلاف لاگو کئے ہوئے ہے ان کو منسوخ کر کے پی۔ ایل۔ او اور واشنگٹن میں گفت و شنید کو جاری رکھنے کا انتظام کرے۔ کانگریس نے اس بات کا بھی مطالبہ کیا کہ یوروپین کمیونٹی فلسطینی ریاست جس کا فلسطینی نیشنل کونسل نے الجیریا میں گذشتہ نومبر میں اعلان کیا تھا اس کی توثیق کرے۔ انہوں نے اس بات کا بھی اعلان کیا کہ وہ اسرائیلی وزیر اعظم شمیر کے غازہ اور مغربی کنارے میں انتخاب کروانے کی سکیم سے اتفاق کرتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے اسرائیلی فوج وہاں سے ہٹائی جائے اور یہ انتخاب اقوام متحدہ کے زیر نگرانی کروایا جائے۔ یاسر عرفات جو پی۔ ایل۔ او کے چیئرمین ہیں انہیں الفتح کا ایک دفعہ پھر چیئرمین منتخب کر لیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ سنٹرل کمیٹی کے صدر بھی منتخب ہو گئے۔

اس کانگریس کے دوران مرکزی کمیٹی کے اراکین کی تعداد ۱۵ سے بڑھا کر ۲۱ کر دی گئی اور نئے اراکین میں ایک خاتون کو بھی شامل کیا گیا۔ یہ خاتون ملٹری کمانڈر ابو جہاد جنہیں ہلاک کر دیا گیا تھا، کی بیوہ ہیں۔ ایک رکن کو رکنیت سے خارج کر دیا گیا۔ اور وہ ان کے سعودی عرب کے سفیر ہیں۔ اس رکن پر (جن کی رکنیت ختم کر دی گئی ہے) یہ اعتراض تھا کہ وہ پی۔ ایل او۔ کی سفارتی کارکردگی پر معترض ہیں اور انہوں نے سعودی عرب سے مدد کے طور پر اتنی رقم حاصل نہیں کی جتنی کہ ان سے توقع تھی۔ الفتح کو سب سے زیادہ امداد سعودی عرب ہی سے ملتی ہے اور یہ بات واضح ہے کہ اگر سعودی عرب سے خاصی رقم حاصل نہ کی جائے تو الفتح اپنے پروگراموں کو جاری نہیں رکھ سکتا۔

نائلون کی ایجاد

الفاظ ایک زبان سے دوسری زبان میں جا کر اس حد تک بدل جاتے ہیں۔ اس کا اندازہ کچھ ان لوگوں کو ہی ہو سکتا ہے جو ایک سے زیادہ زبانیں جانتے ہوں اور وہ بھی ایسی زبانیں جن کے الفاظ ایک سے دوسری زبان میں استعمال ہو رہے ہوں۔ مثلاً انگلینڈ کا لفظ اردو میں انگلستان بن گیا۔ ہاسپٹل کا لفظ ہسپتال بن گیا اور لنٹرن کا لفظ لالٹین بن گیا۔ انگریزی میں ایک نام ہے چرچل عربی اسی نام کو تشرشل لکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ہی زبان بولنے والوں کے مختلف طبقے ایک ہی لفظ کو مختلف تلفظ سے بولتے ہیں۔ لکھے پڑھے لوگ نائلون کہتے ہیں اور جو لوگ گلیوں بازاروں میں ہوکا لگا کر اس کے بدلے کوئی اور چیز آپ کو دیتے ہیں وہ اسی لفظ کو لیلن کہتے ہیں۔ آپ نے بارہا سنا ہو گا کہ گلیوں میں کوئی چھوٹا سا لڑکا یا کوئی بڑی بوڑھی عورت کہہ رہی ہے۔ لیلن دے بدلے آگئے فلاں چیز لے لو۔ تو گویا کہ لفظ اپنی ہیئت بدلتے رہتے ہیں۔ جس شخص نے نائلن ایجاد کی تھی اگر وہ آج ہماری گلی میں وارد ہو جائے اور لیلن کا لفظ سنے تو ہرگز اسے یقین نہیں آئیگا کہ یہ اسی چیز کا نام لیا جا رہا ہے جو اس نے ایجاد کی تھی اور جسے اس نے نائلن کہا تھا وہ شخص تھا ڈاکٹر ویلیس کیروتھرس۔ کیروتھرس ایک امریکی سائنسدان جس نے نائلن اس لئے ایجاد کی کہ ایک کمپنی نے محسوس کیا کہ ایک اور کمپنی ریان بیچ کر بہت زیادہ منافع کما رہی ہے۔ جس کمپنی کی یہ خواہش تھی کہ وہ ریان والوں سے زیادہ نفع کمائے وہ تھی ڈیوپانٹ (DU PonT) انہوں نے ملک کے ایک بہت بڑے سائنس دان کی خدمات حاصل کیں اور انہیں اس کام پر لگا دیا آج دنیا بھر میں نائلون کی کتنی زیادہ مانگ ہے۔ اس ایجاد نے لوگوں کو کتنا خوش کیا ہے اور کمپنیوں کو کتنا امیر بنا دیا ہے لیکن کہتے ہیں کہ ڈاکٹر کیروتھرس ایک نہایت شرمیلا انسان تھا اور اس ایجاد کے بعد جسے وہ کوئی خاص اہمیت نہیں دیتا تھا۔ اس نے تین ہفتوں کے اندر اندر زہر کھا کر اپنے آپ کو ہلاک کر لیا۔ اس ایجاد کو پیٹنٹ کروانے کے لئے درخواست تو دی ہوئی تھی لیکن تین ہفتے کوئی ایسا وقت نہیں تھا کہ اس میں وہ رجسٹرڈ بھی ہو جاتی اور مارکٹ میں بھی آجاتی اور اس کا موجد اپنی آنکھوں سے اسے فروخت ہوتا دیکھ لیتا۔

کہا جاتا ہے کہ نائلون کی ایجاد سے پہلے جو خواتین فیکٹریوں میں کام کرتی تھیں ان کی جرابیں نہایت موٹی اور کھردری ہوتی تھیں۔ اور وہ جرابیں پہن کر وہ بدصورت سی لگتی تھیں اور چونکہ جرابیں بہت زیادہ عام بھی نہیں تھیں اس لئے وہ انہیں کو رفو کر کے بار بار پہنتی تھیں۔ صرف امیر طبقے کی خواتین کو سلک کی اور ساٹن کی جرابیں میسر تھیں۔ نائلون کی ایجاد نے ان خواتین کی دنیا ہی بدل دی۔ نہایت باریک خوبصورت اور تن زیب جرابیں میسر آ گئیں جس کمپنی کے لئے نائلون تیار کی گئی تھی وہ راتوں رات دنیا کی بہت بڑی کمپنیوں میں شمار ہونے لگی۔

کیروتھرس کوئی بنیادی طور پر موجد تو تھا نہیں اگرچہ وہ نہایت کم عمری میں یعنی ۲۹ سال کی عمر میں ہارورڈ یونیورسٹی میں لیکچرار بھی بن گیا اور نوبل انعام کے لئے اس کے نام کی سفارش بھی کر دی گئی۔ جب ڈیوپون کمپنی کو یہ خیال آیا کہ وہ ریان کے مقابلے میں کوئی اور چیز جو اس سے بھی بہتر ہو ایجاد کروائے تو انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ملک کے جس بھی کیمسٹ کی خدمات حاصل کرنا چاہیں گے اسے انکار کی گنجائش نہیں دیں گے۔ ہر قیمت پر وہ اس کی خدمات حاصل کریں گے۔ ڈاکٹر کیروتھرس بھی پہلے تو انکار کرتا رہا لیکن آخر ہچکچاتے ہوئے اس نے ہاں کر دی اور کمپنی کے اس خیال پر کام کرنا شروع کر دیا۔ ۴ سال کی لگاتار محنت اور وہ بھی روزانہ ۱۶ گھنٹے کام کے ساتھ انہوں نے ایک ایسا ریشہ تیار کر لیا جو کم قیمت بھی تھا اور نرم اور باریک بھی۔ اور پنڈلیوں کے ساتھ آسانی سے چمٹا رہنے والا بھی۔ اس کا نام نائلون رکھا گیا۔ یہ ایجاد منصۂ شہود پر آجانے سے باوجود ڈاکٹر کیروتھرس کی مایوسانہ کیفیات جاری رہیں۔ انہوں نے شادی کی تو وہ اسے نبھا نہ سکے۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ شادی سے جو مسرت انہیں ملنی چاہیئے تھی وہ نہیں مل سکی۔ اور اس سے ان کی مایوسی میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ وہ سائنسدان بھی اچھے نہیں ہیں اور بطور انسان بھی وہ اچھے نہیں ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس ایجاد کے ۳ ہفتے کے اندر اندر فلیڈلفیا کے ایک ہوٹل میں زہر کھا کر اپنے آپ کو ہلاک کر لیا اگرچہ وہ خود تو جلد ہی ہلاک ہو گئے لیکن ان کا نام زندہ رہے گا۔ اور ان کا نام زندہ رکھنے کی مزید کوششیں کی جاتی رہیں گی۔ مثلاً ڈیوپونٹ نے اپنی ایک لیبارٹری ان کے نام پر معنون کر دی ہے

یہ لفظ "نائلون" کیسے بنا۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے اس کو نیویارک اور لندن کے الفاظ سامنے رکھ کر نائلون کہا گیا ہے لیکن کمپنی والے کہتے ہیں کہ یہ بات درست نہیں۔ کمپنی کے بعض لوگوں کے ذہن میں کئی نام آئے ان میں سے اس نام کو اس لئے چنا گیا کہ ان کے خیال میں اس کے تلفظ سے ایک موسیقی پیدا ہوتی تھی

نائلون کے سلسلے میں ایک لطیفہ بھی مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ جب نائلون ۱۹۴۰ء میں امریکہ میں فروخت ہونی شروع ہوئی تو اتنی مقدار میں مہیا نہ کی جا سکی کہ تمام خریدار اسے خرید کر اپنی خواہش پوری کر سکیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ جنگ عظیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوم کے لئے نائلون کی ضرورت پیش آگئی پیراشوٹ بنانے کے لئے۔ ٹینٹ کی رسیاں بنانے کے لئے اور ایسے تختے جکڑنے کے لئے جن سے زندگی بچائی جا سکے چنانچہ مارکیٹ میں نائلون ختم ہو گئی اور لوگ اسے بلیک مارکیٹ سے خریدنے لگے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جنگ کے دنوں میں جنگ کے لئے روپیہ اکٹھا کرنے کی غرض سے بعض اوقات نیلام بازار لگائے جاتے تھے۔ بازار سے مراد پورا بازار نہیں۔ ایک ہی سٹیج پر چیزیں نیلام کی جاتی تھیں اور لوگ بڑھ چڑھ کر قیمتیں ادا کرتے تھے۔ ایک عورت نے اپنی ایک نائلون کی جراب کا جوڑا نیلام کیا تو اسے پچیس ہزار پونڈ ملے۔ اندازہ کیجئے اصل رقم اور اس قیمت میں کتنا فرق ہے لیکن یہ سب کچھ اس لئے کہ لوگ جنگ جیتنا چاہتے تھے اور اس کے لئے کسی نہ کسی طرح روپیہ خرچ کرنے پر آمادہ تھے

جاپانی نظمیں

یوں تو ساری دنیا کے انسان ایک جیسے ہیں، ایک ہی طرح سوچتے ہیں اور اپنی سوچوں کو ایک ہی طرح کی زبان دے کر ان کا اظہار کرتے ہیں لیکن ہر خطے کے حالات الگ ہیں اور جن حالات میں سے انسان گذرتا ہے وہ اس پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ تاریخ گول دائرے میں چلتی ہے اور ہم ساری دنیا کے لوگ ایک دوسرے کے آگے پیچھے چل رہے ہیں۔ کوئی ہم سے آگے ہے اور ہم اس سے پیچھے۔ کسی سے ہم آگے ہیں اور کوئی ہم سے پیچھے۔ لیکن چلتے چلتے ہر شخص کو کسی نہ کسی وقت ہر مقام سے گذرنا پڑتا ہے۔ شاعری انسانی جذبات کا ایک لطیف اظہار ہے۔ انسان کتنا بھی اپنے آپ کو حالات سے غیر متاثر رکھنے کی کوشش کرے پوری طرح یہ کبھی ممکن نہیں ہو سکا۔ اس کے حالات اس کے خیالات پر اثر ڈالتے ہیں۔ اور اس کے خیالات اس کی شاعری کے اندازِ اظہار پر۔ جاپان کی بہت پرانی۔ صدیوں پرانی نظمیں سنئے۔

۱۔ ہم بہت دور تک سفر کر آئے ہیں۔ میل ہا میل کا سفر ہم نے طے کر لیا ہے۔ اور اب اس کے لئے میری ضرورت (یعنی مجھے جو اس کی ضرورت تھی وہ) سُن ہو کر رہ گئی ہے۔ اے میرے ہمسفر میری اس پتھریلی برفانی کیفیت کو پگھلانے کی کوشش نہ کر۔ اپنی بیوی اور اپنے بچوں کی باتیں مجھے نہ سنا۔ میں اپنے گھر کی دنیا کی گرمی کو کھو چکا ہوں۔

یہ پانچویں چھٹی صدی کی ایک نظم ہے۔
ساتویں صدی کی ایک نظم سنئے۔

۲۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کوئی لمحہ نہیں ہے جس میں میں یہ محسوس نہ کروں کہ میں تمہاری یاد میں بے اختیار ہو کر بہہ گیا ہوں لیکن شام کے وقت جب محبت مجھے اندھا کر دیتی ہے اور میری خواہش انتہا کو پہنچ جاتی ہے اس وقت تو میرے دل میں اور کسی کا کوئی خیال ہوتا ہی نہیں۔

اب آٹھویں صدی کی ایک نظم:

۳۔ اے نوجوان تجھے مبارک ہو
لوگوں نے مجھ سے کہا کہ گھر
واپس آجاؤ
خیریت کے ساتھ یہ بھی انہوں نے
مجھ سے کہا میں اپنے والدین کے الفاظ
کبھی نہیں بھولوں گا
جب انہوں نے میرے سر پر اپنے
ہاتھ رکھے اور مجھے سکون دینے کی
کوشش کی۔
ہاں۔
انہوں نے مجھے سکون دینے کی
کوشش کی جن کو خود سب سے زیادہ
سکون کی ضرورت تھی۔

آٹھویں صدی کی ایک اور نظم:

۴۔ موسم بہار
چمنستان
آڑو کے درخت
کس قدر سرخی پھیل رہی ہے
اور ان کے درمیان ایک راستہ
جہاں ایک معصوم لڑکی پھلواڑی میں سے
گذر رہی ہے
اپنے ذہن میں صرف اور صرف
پھولوں بھری گلیوں کا تصور لاتی ہے
میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات کتنی
عجیب ہے
جو پروانے اپنی تباہی کے لئے
روشنی کی طرف دوڑتے ہیں
یہ کتنے بیوقوف ہیں
لیکن نہیں
انہیں بیوقوف کیوں کہا جائے۔
کیا مجھ سے زیادہ تیزی کے ساتھ
کوئی اپنی خواہشات کی چتا کی طرف دوڑتا
ہے

۵۔ قبل اس کے کہ رات کا رات ہونا محسوس ہو سکے اور قبل اس کے کہ چاند بادلوں میں سے ایک چھوٹا سا جھروکا پا کر اپنی چاندنی کو زمین پر بکھیر دے گرمیوں کی سحر نمودار ہو جاتی ہے اور پھر ہم پر دن کی روشنی مسلط ہو جاتی ہے (ہم اس میں ڈوب جاتے ہیں)

۶۔ آج تو چاند ایسا لگتا ہے کہ بے موسمی طور پر بہت زیادہ چمکدار ہے۔ بات یہ ہے کہ اس کی چاندنی اتنی زیادہ تیزی کے ساتھ چمک رہی ہے کہ جھیل میں دو دفعہ دیکھ کر ہی کہا جا سکتا ہے کہ چاندنی ہے یا پانی جم کر برف بن گیا ہے۔

ایک اور نظم:

۷۔ میں کسی حد تک افسردہ تھا
پھر درخت کے پتے جھڑنے شروع
ہو گئے اور میں نے دیکھا
یہ تو میرے لئے نہایت بابرکت بات
ہے۔
کیونکہ پتے جھڑنے کی وجہ سے ٹہنیوں
کے درمیان میں سے مجھے جبکہ پہلے چاند
کی برکت نظر آنے لگی ہے
پتوں کی وجہ سے ایسا لگتا تھا جیسے
سرخ پردہ سامنے آگیا ہے۔

۸۔ بہت دیر گئے رات جبکہ مجھے سخت نیند آرہی تھی میں نے دیکھا کہ ایک جسیم چمکتا ہوا سفید گول دائرے کی مانند بادلوں میں سے چاند ظاہر ہوا اور اس کی خاموش صدائیں میرے کان میں آنے لگیں۔

قصّہ ایک سڑک کا

یقین تو نہیں آتا لیکن ایک مؤقر روزنامے کے سٹاف رپورٹر نے خبر دی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ٹھیک ہی ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک لڑاکے زمیندار نے کراچی کے قریب ضلعی کونسل کی ایک سڑک جہاں سے کئی گاؤں اور گوٹھوں میں جایا جا سکتا تھا، توڑ پھوڑ دی ہے اور اس نے یہ محض اس لئے کیا ہے کہ وہ اپنی زمین میں سے سڑک نہیں گذارنا چاہتا۔ اس سڑک کے ذریعے بہت سے گاؤں تک پہنچا جا سکتا تھا۔ مثلاً کھوہی، میمن گوٹھ حاجی محمد سلیمان گارڈنز جو کہ دیہہ لانڈھی میں واقع ہے۔ اور یہ سڑک ایک نیشنل ہائی وے اور سپر ہائی وے کے گھٹور میں سنگھم کے پاس تھی۔ کراچی ضلعی کونسل کے چیئرمین حاجی شفیع محمد جاموٹ بتاتے ہیں کہ ایک عرصے سے یہاں ایک کچی سڑک موجود تھی جسے پکی بنا دیا گیا اور یہ آج سے آٹھ سال پہلے کی بات ہے۔ ایسا کرنے کے لئے اس علاقے کے تمام زمینداروں سے بات کی گئی اور ان کی زمینوں میں سے یہ سڑک بنانے کی اجازت حاصل کی گئی لیکن ۱۹۸۶ء میں ایک زمیندار نے اپنی زمین کسی اور کے ہاتھ فروخت کر دی۔ اور جب سے یہ زمین نئے ہاتھوں میں گئی ہے اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ سڑک کو یہاں سے ہٹایا جائے۔ اگرچہ گفت و شنید کے لئے کئی اجلاس بلائے گئے جن میں کونسل کے افراد، انتظامیہ اور زمیندار عباس بلگرامی موجود ہوتے تھے اور یہ فیصلہ بھی ہوا کہ وہ شخص ساتھ والی زمین خرید لیں گے۔ اور اس میں سے سڑک گذارنے کیلئے اخراجات بھی برداشت کریں گے۔ لیکن اس کے بعد وہ ضلعی عدالت اور سیشن کورٹ شرقی ضلع میں چلے گئے اور یہ شکایت دائر کی کہ گاؤں کے لوگ ان کی زمین کو غلط طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ یہ عدالتی کیس ۲۷، جون کو دائر کیا گیا، ابھی تک اس کا فیصلہ تو نہیں ہوا۔ لیکن اس شخص نے دیواریں بنا کر سڑک بند کر دی۔ گڈیپ پولیس جس کے پاس کونسل کے افراد ۱۹، جولائی کو یہ معاملہ لے کر گئے۔ انہوں نے یہ معاملہ درج کرنے سے انکار کر دیا۔ ۲۲، جولائی کی میٹنگ میں جہاں کونسل کے افسر اور ان دیہات کے نمائندے جو اس سے متاثر ہوتے تھے اور مذکورہ زمیندار کا نمائندہ موجود تھے یہ فیصلہ کیا گیا کہ جب تک عدالت کوئی فیصلہ نہ کرے سڑک کھلی رکھی جائے گی لہٰذا اس طرح سڑک کو دوبارہ کھولا گیا لیکن تمام لوگ اس بات سے حیران ہوئے کہ جب یہ سڑک کھولی جانی تھی تو اس کا ایک ۱۱۰۰، فٹ کا ٹکڑا اس طرح کھودا جا چکا تھا کہ یہاں سے سڑک کو ناقابلِ استعمال بنا دیا گیا۔ اس ٹکڑے کی لاگت کم از کم ۲½ لاکھ روپے ہے۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میجر ڈاکٹر بقاپوری ۲ ۱۰ ڈی ماڈل ٹاؤن ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ لاہور

بڑھاپے کی یادداشت

● ۱- انسان کی دنیاوی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک حصہ رحم مادر میں پرورش پاتا ہے جس کو آپ پہلا حصہ کہہ سکتے ہیں اور دوسرا حصہ رحم مادر کے باہر عام کھلی فضا میں رحم مادر کی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور اسی طرح انسان کی پیدائش کے بعد کی زندگی کو تین حصوں میں بانٹا جاتا ہے۔ اس وقت ہم رحم مادر کی زندگی کو نظر انداز کرتے ہیں اور اپنی توجہ پیدائش کے بعد کی زندگی پر مرکوز کرتے ہیں۔

● ۲- پیدائش کے بعد کی زندگی کو ہم تین حصوں یا مرحلوں پر تقسیم کرتے ہیں۔
(۱) بچپن (۲) جوانی (۳) بڑھاپا۔

قرآن شریف میں ہے کہ کسی کو ہم بچپن میں ہی وفات دے دیتے ہیں کسی کو جوانی میں اور کسی کو بڑھاپے میں۔ پھر قرآن شریف میں ہی درج ہے کہ جس کو ہم چاہتے ہیں اس کی عمر گھٹا بھی دیتے ہیں یا ہم جس کی چاہیں عمر بڑھا بھی دیتے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ عمر زیادہ بھی ہو جاتی ہے یا کم بھی ہو جاتی ہے لیکن موت برحق ہے اور ہر انسان کو جو پیدا ہوا اس کو مرنا لازم ہے۔

● ۳- اس وقت ہم بچپن کی موت کو اور جوانی کی موت کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اپنی توجہ بڑھاپے پر مرکوز کرتے ہیں۔ بڑھاپے کے متعلق قرآن شریف سے ہمیں دو چیزیں ملتی ہیں
(۱) اس کی تخلیق میں ہم کمی کرتے ہیں۔
(۲) کہ وہ علم ہونے کے باوجود کچھ نہ جان سکے۔

● ۴- انسانی جسم کی تخلیق میں تین چیزیں نمایاں ہیں (۱) ہڈیاں (۲) جوڑ (۳) گوشت پٹھے۔ ان تین چیزوں کی حرکتوں اور عمل کے لئے انسانی جسم میں ۱ غذائی نظام ۲ مواصلاتی نظام اور ۳ نکاسی نظام جس کو آپ ڈسپوزل سسٹم بھی کہہ سکتے ہیں۔ کام کرتے ہیں۔ غذائی نظام میں ۱ معدہ انتڑیاں اور جگر ۲ دل خون کی نالیاں اور ۳ پھیپھڑے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ مواصلاتی نظام میں (۱) مغز (۲) حرام مغز اور (۳) پٹھے جن کو Nerves کہتے ہیں کام کر رہے ہوتے ہیں نکاسی نظام (۱) گردے مثانہ (۲) پھیپھڑے اور (۳) جلد کام کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ میں نے موٹی موٹی تقسیم اس لئے کر دی ہے کہ آئندہ کی تحریر میں جو کچھ لکھا جاوے وہ آپ کی عقلِ سلیم میں آسانی سے آسکے۔

● ۵:- انسان کی جب پیدائش ہوتی ہے تو اس کی عمر مقرر کر دی جاتی ہے آپ یہ پوچھ سکتے ہیں کہ یہ کہاں سے لیا کہ عمر مقرر کر دی جاتی ہے یہ اس سے کہ قرآن شریف میں ہے کہ ہم عمر کو بڑھا بھی دیتے ہیں اور کم بھی کر دیتے ہیں اور کوئی چیز کم یا زیادہ کسی حد سے کی جاتی ہے جو مقرر کی گئی ہو۔ مثلاً آپ ایک کلو چیز خریدتے ہیں پھر آپ اس کو اس سے کم یا زیادہ کرا سکتے ہیں۔ دس روپے گز کپڑے کی قیمت آپ دس روپے سے کم یا زیادہ کرا سکتے ہیں۔ پس جو عمر انسان کی پیدائش کے وقت اس کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ودیعت کی جاتی ہے انسان کے مختلف اعضاء کو اس کی مناسبت سے طاقت بخشی جاتی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی مقرر کر دیا جاتا ہے کہ فلاں انسان کی موت فلاں بیماری یا فلاں وجہ سے ہوگی۔ چونکہ انسان کی موت کے بعد جزا سزا واقعہ ہونا ہوتی ہے اس لئے یہ عوامل انسان کے علم میں نہیں رکھے جاتے۔

● ۶- اب فرض کریں زید کے متعلق یہ مقرر کر دیا گیا کہ اس کی عمر ساٹھ سال ہو گی اور اس کی موت دل کی فلاں بیماری کی وجہ سے ہوگی۔ اب ساٹھ سال کی عمر کے پہنچنے سے پہلے ہی دل کی فلاں بیماری کو پیدا کرنے کے عوامل انسانی جسم میں شروع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اس کا بلڈ پریشر بڑھ جاوے گا۔ گردوں پر اثر پڑے گا دورانِ خون کم ہو جاوے گا۔ دل کے پٹھوں میں غذا پر اثر ہوگا حتیٰ کہ دل کی فلاں بیماری جڑ پکڑ جاوے اور دل کام چھوڑ جاوے گا۔ یہ ہے تفصیل اس کی کہ انسانی جسم کی تخلیق میں کمی کر دی جاتی ہے کس جگہ یہ رب ہی جانتا ہے۔

● ۷:- اب ہم آتے ہیں کہ وہ کچھ بھی نہ جانے۔ اس میں ارذل العمر کا ذکر ساتھ ہی کر کے یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ یہ چیز آپ کو پیر فرتوت میں نظر آوے گی۔ اور یہ کیوں ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ۔ دماغ کے یادداشتی خلیوں کو اگر سلیٹ سمجھ لیا جاوے تو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس سلیٹ پر بچپن سے ہی یادداشت کی تہیں جمنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اس طرح بچپن کی تہہ نیچے رہ جاتی ہے اور بعد کی تہیں اس کے اوپر جمتی ہیں۔ اس کو اس طرح سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ آپ ٹیپ ریکارڈر کے ٹیپ پر زید کی تقریر ریکارڈ کرتے ہیں۔ پھر اسی ٹیپ پر بکر کی تقریر ریکارڈ کر لیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد عمر کی تقریر نوٹ کر لیتے ہیں پھر علی کی۔ اس کے بعد اگر آپ نے بکر کی تقریر سننا ہے تو عمر اور علی کی تقریروں کو ہٹانا پڑے گا۔ اسی طرح سے انسانی دماغ کی ٹیپ کام کرتی ہے اس کے اوپر مختلف تہیں جمی ہوتی ہیں۔ جس طرح سے ٹیپ پر تقریریں ریکارڈ کرنے کی ایک حد ہوتی ہے اسی طرح انسانی دماغ کے خلیوں پر یادداشت کی تہیں جمنے کی بھی ایک حد مقرر ہوتی ہے جس سے آپ تجاوز نہیں کر سکتے۔ اور ارذل العمر کو پہنچ کر یہ یادداشت کی تہیں یا تو جمتی ہی نہیں یا بہت ہلکی جمتی ہیں۔ اس کے نتیجہ میں انسان اکثر چیزیں اسی وقت بھولنا شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ اس سے پہلے کی مثلاً جوانی اور بچپن کی یادداشت کی تہیں دماغی خلیوں پر نیچے موجود ہوتی ہیں اسلئے وہ یادداشت باقی رہتی ہے۔ انسانی یادداشت کی بنیاد انہی خلیوں کی تیزی یا SHARPNESS پر ہوتی ہے۔ اگر ان کی SHARPNESS ضائع ہو جاوے تو یادداشت بھی ضائع ہو جاتی ہے۔

● ۸:- یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دماغی خلیوں کی تعداد میں اضافہ ممکن نہیں۔ ہاں جو خلیے استعمال میں نہ آئے ہوں ان کی SHARPNESS میں تیزی ممکن ہے جو ENCEPHABOL این سے فی بال کی گولیاں کھانے یا شربت پینے سے ہوتی ہے۔ اور اس طرح سے قریبی یادداشت پر مفید اثر پڑتا ہے۔ لیکن یہ بھی خاص طور پر یاد رکھنا چاہیئے کہ یادداشت کی جس حالت پر ہم بحث کر رہے ہیں وہ بہت ضعیفی کی حالت میں ہوتی ہے اور اس عمر میں استعمال شدہ خلیوں پر یادداشت کی اتنی تہیں ہونگی کہ مزید گنجائش ممکن نہ ہو یا ضعیفی کی وجہ سے جس طرح جسم کے دوسرے اعضاء کمزور ہو چکے ہونگے غیر استعمال شدہ خلیے بھی کمزور ہوں گے۔ کمزور خلیوں کو تحریک دینے کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ضعیفی فرتوتی میں طاقت ور دوائیں اکثر موافق نہیں آیا کرتیں۔ نظام قدرت کے مطابق ضعیفی کی عمر میں جو کمزوری آجاتی ہے وہ ایک تناسب کے حساب سے آتی ہے اور ہر عضو کمزور پڑا ہوا ہوتا ہے۔ اگر آپ یادداشت کی تیزی کے لئے دواؤں کا استعمال کریں گے تو یہ دوائیں دماغی تحریک کی بھی موجب ہونگی اور بالواسطہ جسم کے مختلف اعضاء کی تحریک ہوگی۔ جس سے جسم کا نظام بگڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ یادداشت درست کرتے کرتے آپ کو مختلف عوارض کا سامنا کرنا پڑے گا جو آپ کے لئے شاید قابلِ برداشت نہ ہوں۔

پس اپنے والدین کی بڑھاپے کی عمر میں زیادہ سے زیادہ خدمت کریں اور نرمی کا برتاؤ کریں اور ثواب کمائیں۔ انشاء اللہ آپ کی اولاد آپ کے بڑھاپے میں آپ کی خدمت گار ثابت ہوگی۔

خط تو آپ ہمیں جسطرح چاہیں لکھیں خوبصورت یا شکستہ۔ لیکن اپنا مضمون ضرور ورق کے ایک طرف لکھیں۔ خوبصورت لکھیں اور صفحہ کے ایک طرف تقریباً ایک ڈیڑھ انچ حاشیہ چھوڑ کر۔ یہ بات ہم صرف نو آموز سے نہیں کہہ رہے بلکہ بہت اچھا لکھنے والوں سے بھی یہی گذارش ہے

مخالفتِ نفس بھی عبادت ہے
(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۴۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

از مریم صدیقہ قریشی۔ ربوہ

محترمہ سکینہ انور صاحبہ

میری پیاری والدہ محترمہ سکینہ انور اہلیہ مولانا محمد اسد اللہ قریشی مربی سلسلہ ۸ر مئی ۱۹۸۹ء کو ربوہ میں فضل عمر ہسپتال میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔

اس سے سات سال قبل ۲۶ر مئی ۱۹۸۲ء کو میرے والد محترم جن کا تعلق مقبوضہ کشمیر سے تھا، بھی بقضائے الٰہی اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔ ان کی بے پناہ محبتوں اور شفقتوں کے چھوڑے ہوئے کرب اور جدائی کی سختیاں ذہن و دل میں تازہ تھیں کہ پیاری والدہ بھی اپنی ماورانہ محبتوں اور ممتا بھری رونقوں کی محض یادیں ہمیں دے کر اس جہانِ فانی کو الوداع کہہ گئیں۔ ع

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

یہ دونوں میاں بیوی خدا کے فضل سے خدمتِ دین کرنے والے واقفین زندگی تھے میرے والد جس طرح ہمہ وقت دینی کاموں اور معاشرے کی فلاح و بہبود کی خاطر اپنا وقت صرف کرنے والے تھے، اسی طرح میری والدہ بھی کچھ کم نہ تھیں۔ بہت دعا گو اور نیک و متقی اور انتہائی بے غرض و مخلص تھیں۔ کسی کو پریشان یا تکلیف میں دیکھتیں تو اس کے کہے بغیر اس کے لئے دعا کرتیں۔ کوئی اپنا ہوتا یا غیر، بلاتمیز ان کے کام جس حد تک ممکن ہوتا کروا کر دیتیں اور اپنی نیک باتوں سے نصیحت آموز گفتگو سے مسائل کو حل کر دیتیں۔ لیکن اپنی کسی بھی قسم کی ذاتی اغراض کے لئے کسی سے کچھ طلب نہ کرتیں بس توکل علی اللہ سے کام چلاتیں۔

بیحد سادہ دل اور سادہ رہن سہن والی خاتون تھیں۔ شخصیت میں اور چہرے پر رونق اور ممتا بھری پیاری سی مسرت اور خوش طبعی طاری رہتی۔ نماز اور قرآن سے دلی عشق؛ اس بات سے ثابت ہوتا تھا کہ قرآنی تعلیمات کو ہر دم عام کرنے میں کوشاں نظر آتیں اور آیاتِ قرآنی با ترجمہ پڑھ پڑھ کر دوسروں کو سمجھاتیں، تشریح کرتیں اور نماز میں بھی رو رو کر رقت بھرے دل سے دعائیں کیا کرتیں۔ قرآن و حدیث کے بارہ میں اچھا علم اور اچھی یادداشت رکھتی تھیں اور برموقع ان کا حوالہ دینا نہ بھولتی تھیں۔

آپ کا اندازِ زندگی ہمیشہ فقیرانہ اور درویشانہ رہا۔ اپنی شان بنانے کے لئے دکھاوے کرنا، خود کو بڑا جتانے کے لئے دنیوی جتن کرنا وغیرہ سب سے دور رہتی تھیں لیکن صفائی اور پاکیزگی اختیار کرنے کے لئے ہر جتن کرتی تھیں چاہے کیسا ہی نازک وقت کیوں نہ درپیش ہو۔

آپ میں تحمل، برداشت اور صبر کا بے انتہا مادہ تھا جس کا ثبوت یہ تھا کہ اُن پر پے در پے کئی صدمات آئے، کئی بیماریاں آئیں لیکن کبھی بے اختیار نہ ہوئیں۔ نہ دوسروں کو جتلایا نہ کسی سے مدد کی درخواست کی۔ اگر بے اختیار ہوئیں بھی تو بس اس حد تک کہ اللہ رب العزت کے سامنے سجدہ ریز ہو گئیں۔ اس محبوبِ اول و آخر کے سامنے اپنے دکھڑے سُنا دیئے۔

طویل عرصہ سے دمہ کا عارضہ تھا۔ آخر میں آکر دمہ کے حملے بڑھ گئے اور ساتھ دل کا عارضہ بھی لاحق ہو گیا لیکن مسلسل ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنے اور تسبیح کرنے کے باعث چہرے پر عجیب طمانیت اور سکون چھایا رہتا۔ بیماری کو وجہ بنا کر پریشان بھی نہ ہوتیں اور پوری بہادری سے بیماری کا مقابلہ کرتیں۔

وفات سے ایک ڈیڑھ ماہ قبل طبیعت سنجیدہ رہنے لگی تھی۔ علاج کے دوران اپنی قوتِ ارادی اور جدوجہد کے جذبہ کے تحت کئی مرتبہ موت کو پرے دھکیل دیا۔ جس نے اپنی زندگی میں جا بجا سخت وقت اور زندگی کے دکھ درد دیکھے ہوں، پھر مقابلہ کر کے زندگی کو جیتا ہو۔ وہ آسانی سے ہارنے کے لئے تیار نہیں ہوتا نہ ہی اس کو تیار ہونا چاہیئے۔ دل میں جذبۂ خدمت موجزن ہو اور انسان نیکی کی لذت سے آشنا ہو تو روحانی جذبوں کے تحت زندہ رہنے کا جذبہ، لگن اور پیاس مزید بڑھ جاتی ہے۔ لیکن آہ! موت بھی اتنی ہی برحق ہے جتنا کہ انسان کی پیدائش۔ ہر نفس کے لئے جلد یا بدیر بہر حال موت کا سامنا ضرور ہے۔ سو ان کو بھی بالآخر موت نے اٹھا لیا۔

والدہ محترمہ خود بھی موت کو بہت یاد رکھتی تھیں، شوہر کی وفات کے بعد بہت زیادہ حساس ہو گئی تھیں پھر اپنی موت کو یاد کر کے زار زار روتیں اور کہا کرتیں کہ یا اللہ اس مختصر زندگی کو بھی تو نے کتنی بڑی آزمائش بنایا ہے۔ خدا کے سونپے ہوئے فرائض کو پورا کرنا پھر اپنی زندگی کے دُکھ بھی اٹھانا اور یوں دنیا میں نیک بندے کے لئے تو ہر جگہ ہی آزمائشوں کا ایک طویل سلسلہ ہوتا ہے۔ جو بعد از موت ہی ختم ہو سکتا ہے اور سکون بخش سکتا ہے۔

بیماری کی حالت میں جبکہ بہت کمزور اور نحیف ہو چکی تھیں تو بھی اپنے کاموں کے علاوہ گھر کے چھوٹے موٹے کام بھی خود سرانجام دیتیں۔ اور کہا کرتیں مجھے بیمار اور عمر رسیدہ مت کہو، نیکیاں کرنے والا انسان تو ہمیشہ جوان رہتا ہے۔ اُسے کبھی محسوس ہی نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ بوڑھا ہو رہا ہے یا بیماری کی لپیٹ میں آ رہا ہے۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔

بیماری کے علاوہ بیوگی کی زندگی اور آلام کا مقابلہ تو بڑے صبر و حوصلے اور توکل علی اللہ کا سہارا لے کر کیا۔ لیکن زندگی کے اس حصے میں اُن کو زندگی کا ہر لمحہ ایک مجاہدہ کی طرح گزارنا پڑا۔ نیکی اور انسانیت کی برتری ثابت کرنے کے لئے انسان کو ایسے مشکل وقت میں خصوصاً اور عام اوقات میں عموماً ایک جنگ لڑنا پڑتی ہے۔ امی جان کی کوئی نرینہ اولاد بھی نہ تھی۔ اولاد پیدائش کے وقت فوت ہو جاتی رہی۔ کافی بچے ہوئے ایک خاکسارہ زندہ بچی جس کے لئے والد صاحب کو اللہ نے کشفاً خواب میں فرمایا کہ یہ لڑکی آپ کے لئے لڑکے سے بہتر ہے تو تبھی والدین نے میرا نام خاص طور پر مریم صدیقہ رکھا تھا۔ والدہ کی اولاد فوت ہوتی رہی تو امی نے یہ سب صدمات برداشت کئے۔ آخر میں شوہر کی وفات کا صدمہ۔ ہر جگہ ایسی جواں ہمتی دکھائی کہ جیسے جوان آدمی کو دکھانی چاہیئے۔ آنسو بھرے اداس لمحوں میں بھی اللہ کا شکر ادا کیا اور پاکیزگی، طہارت، اور مجاہدانہ زندگی اختیار کر کے خدا تعالیٰ کی معرفت کا ثبوت دیا۔ یہ سب لوگوں خصوصاً عورتوں کے لئے مثال اور نمونہ ہے اس معاشرے میں مشکل حالات میں راہِ صراط پر چل کر دکھانا اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرنا واقعی بڑی ہمت کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو کچھ روحانی قوتوں سے نوازا ہوتا ہے۔ اسی طرح امی جان میں بھی اپنی مذہبی غیرت و جوش، خودداری، بے غرضی اور سادہ دلی کو برقرار رکھنے کی روحانی قوت موجود تھی۔ ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو جانا اور گھر کے کاموں کے علاوہ باہر کے کام بھی مکمل اعتماد سے نمٹا لینا ایک گھریلو عورت کے لئے واقعی مشکل ہوتا ہے لیکن ایک مجاہدہ کے لئے قطعی نہیں۔ والد صاحب کی وفات پر اُن کے غیر شائع شدہ مسودوں کو حفاظت سے سنبھال کر رکھا۔ شائع کرانے کی کوشش کیں۔ دفاتر میں جہاں بھی کوئی کام کروانے جاتیں وہاں ذرا سی بھی غلطی دیکھتیں تو بے جھجک اس کی تصحیح کرنے کو کہتیں اور بے خطر ہو کر لوگوں کو اخلاق درست کرنے کی تلقین کرتیں۔

اس بات پر فخر کرتی تھیں کہ اُن کے خاوند ایک مربی تھے اور خدمتِ دین کرنے والے تھے۔ آزمائش اور تنگی کے وقت شکایت کی بجائے مزید خوش خلق اور ہنس مکھ ہو جاتیں اور یوں وقت خوش اسلوبی سے گزار دیتیں۔

ابا جان کی وفات کے بعد یہ ماں کی ہستی ہی تھی جس نے مجھے بھی جینے کا حوصلہ بخشا۔ امی بڑی رقت اور خشوع و خضوع سے دعائیں کیا کرتیں کہ اللہ مقدر میں لکھی آزمائشوں پر پورا اترنے کی توفیق دے اور ثابت قدمی اور مستقل مزاجی عطا فرما" اور اسی طرح وہ مسرت محسوس کیا کرتیں۔ کوٹلی آزاد کشمیر میں ڈیوٹی کے دوران والد صاحب کی اچانک وفات پر بھی انہوں نے جس صبر و برداشت اور تحمل کا مظاہرہ کیا اس کا وہاں کے غیر از جماعت لوگوں اور ہمسایوں پر بہت اثر پڑا اور وہ بہت حیران ہوئے کہ اس احمدیہ جماعت کے لوگوں کی کس طرح تربیت کی گئی ہے

امی جان بظاہر تو بڑی سخت گیر نظر آتیں لیکن اندر سے نرم و نازک اور احساس دل کی مالک تھیں۔ والد صاحب کی وفات کے بعد اکثر روتی رہتیں کہ اے اللہ بیٹی جیسی نعمت کی قدر کرنے کی توفیق دے اور بیٹی کے فرائض پورا کرنے اور اس کو اچھی تربیت پر قائم رکھنے کی طاقت عطا فرما۔ اسی طرح ہزاروں دل کی گہرائیوں سے کی گئی دعاؤں کے ساتھ والدہ نے ماں کے ساتھ ساتھ باپ کی محبت کا حق بھی ادا کر دیا۔ میرے والد صاحب کی ہمہ وقت خدمتِ دین، قلمی خدمت اور روحانی اثرات کے علاوہ میری امی کے خادمِ دین اور داعی الی اللہ ہونے کی صلاحیتوں نے مجھ پر بھی بہت اثر کیا اور میں چھوٹی سی عمر میں ہی زندگی کے فلسفہ کی تمام تر گہرائی میں جا پہنچی اللہ کے فضل سے میرے ماں باپ نے قبل از پیدائش ہی اپنی سب اولاد کو راہِ خدا میں وقف کر دیا تھا۔ امی جان کی وجہ سے میرے ذہن کو پختگی اور دین کی طرف مکمل طور پر مائل ہونے کی تحریک ملتی رہی۔

اے اللہ رب العزت! میرے دونوں والدین کو ان سب باتوں کا بہت بہت اجر نصیب فرما اور اُن کو جنت میں اعلیٰ مقام سے نواز۔
میری ہر دم رہنمائی
فرماتا رہ کہ ہم ہر دم تیرے ہی محتاج ہیں۔

امی جان میں داعی الی اللہ بننے کا شدید جذبہ تھا شروع عمر سے ہی قادیان میں ہر طرح کے دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں درثمین اور کلام محمود کی نظمیں خوش الحانی سے پڑھا کرتی تھیں کہ اب تک کئی عورتوں کو یہ سب یاد ہے اور وہ اسی تعارف سے امی کو پہچانتی ہیں۔ قادیان سے ہم اللہ کی راہ میں سفر کر کے راولپنڈی میں قیام پذیر رہیں پھر شادی کے بعد اپنے مربی خاوند کے ساتھ برابر دینی کام نبھاتے میں مصروف رہیں۔ قادیان سے شدید محبت تھی۔ وہاں گزرا بچپن اور وہاں کی نیک فضائیں اور لوگوں کو بہت یاد کیا کرتی تھیں۔

بارہ سال تک لجنہ اماء اللہ گلگت کی صدر بھی رہیں۔ احمدی بچوں بچیوں کو بالخصوص اور باقی بچوں کو بالعموم قرآن و نماز کے اسباق اور اچھے آداب کے ساتھ ساتھ دوسری نصابی کتابیں بھی پڑھایا کرتیں اور ان کی خوب اخلاقی تربیت بھی کیا کرتیں۔ اسی سلسلے میں وہ بڑی سنجیدہ اور سخت گیر تھیں۔

زندگی میں بھی بڑی سخت اور اصول پرست خاتون تھیں۔ اور اس طرح وہ دوسروں کو بھی اصول سکھاتیں اور ان پر عمل بھی کرواتیں تھیں سادہ سادہ باتوں میں بڑے گہرے معنی سمجھا دیتی تھیں۔ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات دینوی کا فالتو مطالعہ کا بہت برا مناتیں کہ یہ سب وقت کو ضائع کرنے کے برابر ہے۔ کہا کرتیں کہ زندگی میں یہ سب کام نہیں آئے گا کیونکہ انسان کی اصل اور بنیاد تو اچھی نیک اور اعلیٰ باتوں، اور اخلاق پر عمل اور اخلاق کی تعمیر ہے۔ عقل و ذہن کی پختگی تو اچھی کتابیں پڑھنے اور صحبت صالحین سے حاصل ہوتی ہے۔ باقی سب کمزور اور حقیر چیزیں ہیں جو دیر تک انسان کا ساتھ نہیں دیتیں نہ ہی زندگی میں اعمال کو بہتر بنا سکتی ہیں۔

آپ خواتین کے حقوق اور بچیوں سے خاص پیار اور ان کی قدر و احترام کے بارہ میں واضح دلائل رکھتی تھیں۔ وہ سمجھتی تھیں کہ ہمارے معاشرے کے خدوخال ابھی تک ایسے ہیں جن میں اکثر خواتین کی حق تلفی اور ان پر دانستہ یا نادانستہ ظلم و جبر کے کئی واقعات سننے کو ملتے ہیں۔ ان میں اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ ان کے خلاف آواز بلند کریں۔ امی جان ایسی عورتوں کی تربیت پر بہت زور دیتی تھیں۔ بذات خود ایسے کئی معاملات بخیر و خوبی نمٹائے جن میں عورتوں کو ان کے حقوق سے روشناس کرانا اور ان کا حق ان کو دلوانا اور سمجھانا سب شامل ہے۔ جہاں کہیں بھی ایسی کوئی بات دیکھتیں تو دیر تک سمجھاتی رہتیں اور مثالیں دے کر بتاتیں کہ ماں بہن اور بیٹی مرد کے لئے معاشرتی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی سربلندی اور عزت کا باعث ہیں۔ عورت صرف بحیثیت عورت بھی بہت کچھ ہے۔ اس کو گھٹیا نگاہ سے دیکھنے والوں کا انجام بہت برا ہوتا ہے اور ایسے لوگ معاشرے میں ہر جگہ بہت ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ عورت بھی مرد کی طرح ایک اشرف المخلوق ہے عورت کی بلندی کو سمجھ سکنے والے مرد ہی اعلیٰ اخلاق و اعلیٰ کردار کی زینت سے آراستہ ہوتے ہیں دیکھا گیا ہے کہ جن گھروں میں عورت کو کمتر سمجھا گیا۔ وہ پورا گھرانہ ہی معاشرے بھر میں کمتر پایا گیا۔

میری امی خود بھی ایک مثالی باکردار خاتون تھیں اور ہر جگہ اپنے کردار اور اخلاق سے کھل کر یہ بات ثابت بھی کر کے دکھاتی تھیں کہ ان کو باکردار رہ کر ہی دنیا میں عزتیں ملی ہیں۔ انہوں نے خود کو راہ خدا میں وقف کر رکھا تھا۔

بہر حال جب بھی میں اپنی ماں کی زندگی پر نظر ڈالتی ہوں، مجھے ان کی زندگی خالصتاً جدوجہد اور عزم و حوصلے کی ایک داستان نظر آتی ہے۔ زندہ رہنے کا عزم و حوصلہ نیک کاموں کو سرانجام دینے اور خدمت دین کا عزم و حوصلہ میں نے بدرجہ اتم ان میں دیکھا۔ کیسے نازک حالات کیوں نہ ہوں سب کے سامنے حق بات بے خوف و خطر ہو کر ثابت کرتی تھیں۔ بات میں ایسا کوئی اثر اور درد ہوتا تھا کہ مخالفت کے باوجود بھی لوگ ان کی باتوں پر غور ضرور کرتے تھے۔

صرف اللہ سے ڈرتی تھیں اور اسی پر کامل بھروسہ رکھ کر بہادری سے زندگی گزارتی تھیں اور کسی بھی چیز کی کوئی پرواہ نہیں کرتی تھیں۔

آخری ایک ماہ بستر پر پڑ گئیں سانس بہت خراب ہو گئی۔ لاغری اور ضعف کی حالت میں فضل عمر ہسپتال میں جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ میں تمام معزز قارئین سے انتہائی دردمندانہ دعا کی عاجزانہ درخواست کرتی ہوں کہ نہ صرف میری والدہ صاحبہ اور والد صاحب کے لئے بھی رحمت کی دعا فرمائیں۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آئینہ میں اس مضمون کو دیکھے اور سمجھنے کی کوشش کرے۔

حضور نے اس مضمون کو سمجھانے کے لئے آنحضورؐ کی سیرت کے بعض پہلو بیان فرمائے اور فرمایا کہ وہ چیزیں جن میں خدا نے بخشش کی اجازت نہیں دی وہاں بخشش نہیں فرماتے ہیں اور وہ مضامین جہاں خدا کی طرف سے بخشش کی اجازت ہے۔ وہاں آپؐ سے بڑھ کر بخشنے والا دنیا میں آپ کو کوئی اور دکھائی نہیں دے گا۔

پس نقش دوئی کو مٹانے کے لئے آپکو خدا کا نقش دل پر جمانا ہو گا۔ اور خدا کا نقش دل پر جمانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو سمجھ کر اس کی پیروی کرنی ہو گی۔ آپ کو نقش جمانے کے مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھنا ہے۔ جب یہ نقش آپکے دل میں جمے گا تو خود بخود یہ آپکے کردار میں ظاہر ہونا شروع ہو گا۔

حضور نے فرمایا اکثر احمدی چونکہ تیسری دنیا سے تعلق رکھتے ہیں جس میں قسما قسم کی برائیاں اور بداخلاقیاں راہ پکڑ چکی ہیں جس کی وجہ سے آپ کا ماحول اسلامی نہیں رہا اس لئے غیر معمولی طور پر آپکو اپنی حفاظت کرنی پڑے گی۔ اور اس کے لئے آپکو خالصتہً دل میں سچا ہونا پڑے گا اور خالصتہً اللہ کی صفات کو اپنے دل پہ نقش کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد پھر اس کی صفات خود بخود آپ کے اندر سے پھوٹیں گی۔

پس جماعت کو اس صدی میں مسلسل اپنے دل سے نقش دوئی کو مٹانے کی جدوجہد کرنے اور موحد خالص بن کر ظاہر ہونے اور تمام دنیا سے شرک کو دور کرنے اور خدا کی توحید کے خالص نقوش سب دنیا پر جمانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حضور نے فرمایا جہاں تک نقش دوئی کا تعلق ہے وہ دنیا میں ہر جگہ کسی نہ کسی رنگ میں ملتے ہیں۔ بعض ترقی یافتہ قوموں کی سیاستیں خود غرض ہیں اور وہ بعض باتوں میں بے انتہا حساس ہونے کا مظاہرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعا کرنا مرنا ہوتا ہے
(ملفوظات جلد ۴ ص ۳۴۰)

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی شیشی ۲۰ گرام پندرہ روپے ۱۵
بڑی شیشی ۶۰ گرام پینتالیس روپے ۴۵
ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ
فون نمبر ۶۳۴

خوشخبری
سیل سیل سیل
تمام مشہور برانڈ کے ریڈی میڈ ملبوسات کی قیمتوں میں حیرت انگیز کمی

	سابقہ ریٹ	سیل قیمت
اومیگا بچگانہ سوٹ	[illegible]	۹۰
بونینزہ بچگانہ سوٹ	[illegible]	۹۰
بونینزہ نیکر	[illegible]	۸۰
V.I.P نیکر	[illegible]	۸۰
فٹ رائٹ بچگانہ سوٹ	[illegible]	۸۰
کٹی فراک	[illegible]	۹۰
بونینزہ ٹی شرٹ	[illegible]	۱۰۵

علی گارمنٹس انارکلی مارکیٹ گولبازار ربوہ

اعلیٰ اور معیاری صابن
پری سوپ
تیار کردہ
کریم سوپ فیکٹری ستیانہ روڈ فیصل آباد

دمہ کورس
ASTHMA COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت -/۶۰

پرانا نزلہ کورس
CATARRH COURSE
مختصر کورس
قیمت -/۱۶

زکام کورس
COLD COURSE
مختصر کورس
قیمت -/۱۶

بندش ناک کورس
NASAL COURSE
مختصر کورس
قیمت -/۱۶

ٹی ۔ بی کورس
T.B COURSE
۳۰ روزہ کورس
قیمت -/۵۰

تفصیلی لٹریچر -/۳ کے ٹکٹ بھیج کر منگوائیں
کیور ٹو میڈیسن کمپنی گولبازار ربوہ
فون: سیلز، کلینک، رہائش ڈاکٹرز
۷۷۱، ۶۰۶، ۶۰۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتے ہیں اور بعض ویسی ہی باتوں میں یوں لگتا ہے کہ ان کی حس بالکل مر چکی ہے ۔ اس ضمن میں حضور نے مختلف وقتوں میں فلسطین میں رونما ہونے والے واقعات کا ذکر کیا اور پھر چک سکندر میں ہونے والے مظالم کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا مغرب سے تعلق رکھنے والا ایک بھی نمائندہ وہاں نہیں پہنچا۔ ان سے درخواستیں کی گئیں ۔ مگر ہر ایک نے انکار کر دیا ۔ پس نقشِ دوئی یہاں بھی ملتے ہیں۔ اس لئے مغرب سے تعلق رکھنے والے احمدیوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ نقشِ دوئی کو مٹانے کے مضمون سے غافل نہ ہوں ۔

سچی توحید انسان کو ایک ہی رنگ بخشتی ہے اور رنگ و نسل کے امتیاز مٹا دینے والی ہے یہی سچی توحید ہے جو تمام عالم کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کا موجب بنے گی ۔ اس سچی توحید کو سمجھے بغیر اور نقشِ دوئی کو مٹائے بغیر آپ نہ دنیا میں توحید قائم کر سکتے ہیں نہ انسان کو امۃ واحدہ بنا سکتے ہیں ۔

پس اے جماعت احمدیہ اگلی صدی پر یہ سب سے اہم پیغام ہے جو میں تمہیں دینا چاہتا ہوں کہ تمام دنیا کو امۃ واحدہ بنانا ہے تو اپنے دل سے نقشِ دوئی کو مٹانا ہو گا ۔ جب تک آپ ایک خدا کے رنگ میں رنگین نہ ہو جائیں ۔ اس وقت تک آپ نہ دنیا کو توحید کا سبق سکھا سکتے ہیں نہ دنیا کو امۃ واحدہ میں تبدیل کر سکتے ہیں۔

اللہ ہمیں اس مضمون کو سمجھ کر اپنے نفوس اور اعمال اور کردار میں جاگزیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم اس صدی کے آخر تک تمام دنیا کو امۃ واحدہ اور خدا کے پرستار بنانے میں کامیاب ہو جائیں ۔ اللہ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے ۔

احمدیوں کا کوئی حلقۂ نیابت نہیں ہے

کسی اسمبلی میں احمدیوں کی نمائندگی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا (ترجمان احمدیہ جماعت)

قبل ازیں روزنامہ الفضل اور دیگر اخبارات میں بیانات کے ذریعے بار بار اس بات کی وضاحت کی جاتی رہی ہے نیز چیف الیکشن کمشنر کو وفود کے ذریعے بھی اور تحریری طور پر بھی اطلاع دی جا چکی ہے کہ قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلیوں میں "احمدیوں کے لئے مختص کی گئی نشستوں" پر انتخاب میں حصہ لینا احمدی اپنے ایمان، عقائد اور ضمیر کے منافی سمجھتے ہیں اور ہر احمدی کا بنیادی عقیدہ ہے کہ جونہی کوئی شخص خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا تعلق توڑ کر خود کو غیر مسلم کہتا ہے وہ احمدی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد نے اپنے ایمان، عقیدہ اور مسلک کے عین مطابق انتخابی فہرستوں میں اپنے نام بطور ووٹر درج نہیں کرائے اور اگر کسی احمدی کا ووٹ اسکی لاعلمی میں کسی انتخابی فہرست میں درج بھی ہوا ہے تو اس نے اپنے ووٹ کی منسوخی کے لئے الیکشن کمیشن کو اطلاع دیدی ہے۔

اس صورت حال میں یہ بات واضح ہے کہ احمدیوں کا کوئی حلقہ نیابت نہیں اور اس لئے کسی بھی اسمبلی میں احمدیوں کی نمائندگی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس واضح صورتِ حال کے باوجود بھی اگر اِن نشستوں پر انتخاب کرائے گئے ہیں یا اب کرائے جا رہے ہیں تو ایسے انتخابات کا کوئی آئینی قانونی یا اخلاقی جواز نہیں ہے اور ایسے انتخابات انصاف دیانت اور نیابت کے مسلمہ اصولوں کی خلاف ورزی اور انسانی حقوق اور رائے دہندگی اور نمائندگی کے اصول کی کھلم کھلا پامالی کے مترادف ہیں۔

قبل ازیں پنجاب کی صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں ایک شخص پیر بخش نے خود کو احمدی ظاہر کر کے اسمبلی کی نشست حاصل کی ہے اسی طرح اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کے مطابق اب قومی اسمبلی کے لئے بھی نو افراد نے مختلف جگہوں سے "احمدیوں کے لئے مخصوص کی گئی نشست" پر انتخاب کیلئے کاغذات نامزدگی داخل کرائے ہیں۔

مَیں بحیثیت ترجمان جماعت احمدیہ یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ان تمام افراد کا جماعتِ احمدیہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں اور یہ کسی بھی صورت میں احمدیوں کے نمائندہ کہلانے کے حقدار نہیں ہیں اور الیکشن کمیشن اور حکومت پاکستان کی یہ قانونی۔ آئینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ ان میں سے کسی بھی فرد کو احمدیوں کا نمائندہ قرار نہ دے۔

مرزا خورشید احمد ناظر امور عامہ

اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو (اربعین ۴ ص ۱۳)

نہایت باموقعہ نادر قطعہ زمین

ربوہ اور احمد نگر کے نزدیک سرگودھا فیصل آباد روڈ اور کوٹ مومن روڈ کے سنگم پر واقع اٹھارہ ۱۸ ایکڑ نہایت ہموار زرعی زمین بمع ٹیوب ویل و پختہ مکان تین کمرے و چار دیواری قابل فروخت ہیں۔ صرف جینین خواہش مند حضرات فون نمبر ۴۱۱ پر رابطہ قائم کریں۔

ایجنٹ اور براد حضرات سے معذرت ۔

سرزمینِ قادیان کا اوّلین

مشہور دواخانہ م

۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی

۷۴۸۴۴، ۹۰۶، ـــ ، ۳۱۰۲۶۰ ـ

جماعتیں مورخہ یکم ستمبر تا ۷ ستمبر ہفتہ تحریک جدید منائیں

وکیل المال اوّل

راحت جان — تبخیر معدہ کی مجرب دوا — قیمت ۱۴/-

شربت صدر — نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے — قیمت ۸/-

تریاق معدہ — خرابی ہاضمہ کا مؤثر علاج — قیمت ۱۴/-

تریاق بواسیر — بواسیر کا شافی علاج — قیمت ۱۵/-

روشن کاجل — آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے — قیمت ۵/-

اکسیر پائیوریا — خون اور پیپ کو روکتا ہے — قیمت ۱۰/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ۔ ربوہ — پوسٹ بکس نمبر ۶۰ فون نمبر ۶۳۴